[illegible] والکرم زیدہ و مجدہ المنۃ کہ رسالہ نافعہ اولی الالباب مسمّٰی بہ

اظہار الحق والصواب

فی

رد ہفوات المرتاب

از تصنیف لطیف علامہ فہامہ مولوی عبد الصمد صاحب داناپوری

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس محلہ دارانگر مطبوع گردید

سنہ ۱۳۰۶ھ

ہو جاتے اور محاورات اردو و فارسی کی بھی مہارت کما ینبغی پیدا ہو بابت
بعدہ عربیت کی تعلیم تاکہ جس زبان میں چاہیں اپنے مخالف اور معترض سے
بخوبی سوال وجواب کرسکیں۔ مگر انجام ان دونوں امور کا بدون معیت
اہل ریاست وارباب سیاست وموحدین باہمت ودولتمندین خوش نصیب
صرف مجھ بے سروسامان کی توجہ وکوشش سے حیطۂ امکان سے بہت دور
ہے لہذا امید کہ ہمارے اخوان دینی واحباب ایمانی اہل وسعت وطاقت
بارسال زر زکوۃ وصدقات فطر وغیرہ وغیرہ اس کار خیر میں شریک ہوکر
مستحق اجر اخروی وعیش ابدی کے ہو جائیں اگر ہمارے پیشوا مقتدا
جود ذاتی وسخاوت صفاتی مجتہد العصر مجدد صدی ہذا العینی نواب والا جاہ
امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر دام اقبالہ
بارسال مؤلفات خود ومسانید صحاح ستہ ومصارف طبع جوابات مخالفین
اہلحدیث وسامان قوت لایموت طلبۃ العلم سبقت واقدام فرمائیں تو میں
جانتا ہوں کہ سارے اہل حق آنجناب کی اقتدا کریں اور آنجناب کی ذات سخاوت
مآب سے بعید نہیں اسلئے کہ شرقا وغربا جنوبا وشمالا ہمیشہ وخصوصا
فیض وخیر آپکا جاری ہی ہے وکیف لا۔ بخاری شریف میں درباب
سخاوت وجود رسول صلعم مروی ہے کان اجود من الریح المرسلۃ
اور آپ والا جاہ آنحضرت صلعم ہی کے نایبین سے ہیں پھر کیا
سرمایہ آپکی بھی سخاوت عموما وخصوصا تمام ممالک غربیہ وشرقیہ
وشمالیہ میں حاتم طائی سے بڑھ گئی تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ

رسول کے قول وفعل کو مانے اور صحابیون کے قول وفعل کی پیروی نکرے تو اوس نے صریح عدول حکمی اللہ اور اوسکے رسول کی بمصداق آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم وبموجب حدیث نبوی علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الحدیث پس ایسے شخص کے دلمین مجتہد الائمہ کا تحریک باعث غیرت ہوگا۔ لاکن رہی یہ بات کہ مضمون اشتہار سے علماء حنفی کے لیے تو کسی قسم کا ضرر نہین مگر اکثر ایسے حنفی المذہب جو بیچارے علم نہین رکھتے اسکے دیکھنے سے بوجہ لاعلمی حقیقۃ الامر اونکے دلمین یہ شک گذریگا کہ جب ان مسئلونکا کوئی ثبوت ہمارے یہان نہین ہے محض بے اصل ہین تب تو مشتہر صاحب نے ایسی دلیری کے ساتھہ ثبوت طلب کیا ہے تو اس سے عجب نہین کہ وہ اپنے طریقہ اصلی کو چھوڑکر اوسکے خلاف پر عمل کرنے لگین ہیں اور یہ باعث اونکی خرابی اور گمراہی کا ہو یا ہین خیال بالفعل منجملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ کا جواب ثبوتا آیت وحدیث صحیح چہاپ کے اس ناچیز کو کتاب دیکھنے سے معلوم ہو اتحریر کرتا ہے تا ناظرین کے نزدیک حقیقت راست گوئی مشتہر صاحب کی ظاہر ہوجاوے اور ضعیف القلب کے فریب مین آکر گمراہ نہو جاوین بعدہ اگر بقیہ مسائل مندرجہ اشتہار کا بھی ثبوت اپنی تسکین کے لئے طلب کرینگے تو آئندہ تاریخ تحریر کریگا انشاء اللہ تعالی ـ

قول مشتہر مقتدیون کو سورۃ فاتحہ پڑہنے کا منع کسی آیت وحدیث صحیح سے ثابت نہین ہے ؛

کہ مشتہر صاحب خود بہت بڑے عالم زبردست و محقق ہیں کل مسائل حنفیہ کی صحت
و ضعف کو بخوبی تحقیقات کر چکے ہیں اب کوئی دقیقہ تحقیق کا باقی نہیں رکھا ہے
صرف بنظر امتحان حنفیوں سے خواستگار دلائل صحیحہ بہ نسبت مسائل
مذکورہ ہوتے ہیں وہ بھی فی آیت و حدیث کی تلاش کا محنتانہ مبلغ ۱۵
روپیہ مقرر کیا ہے اسلئے کہ باینطرح حنفیان دلائل کی تلاش میں کوشش
بلیغ کرینگے آخر کو جب کہیں ثبوت میں ان مسائل کے آیت و حدیث صحیح نہ
پاوینگے تو نادم و پشیمان ہوکر عجز اپنا ظاہر کرینگے مجکو ایفاء وعدہ بھی کرنا
پڑیگا اور وہ خود بخود اپنے طریقہ مذہبی سے جو برابر کرتے چلے آتے
ہیں تارک ہوکر اوسکے خلاف پر ضرور ہی عامل ہونگے یعنی آمین بالجہر و
رفعیدین و قرارت سورہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ کرنے میں ذرا تاخیر نہ کرینگے
پس جب اونکے دلمیں یہ یقین کامل ہو چکا کہ آمین بالجہر و رفعیدین و قرارت
سورہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ بآیات و حدیث صحیحہ بخوبی ثابت ہیں اور خلاف
میں اسکے کوئی آیت و حدیث صحیح نہیں آئی ہے تو پھر اگر کوئی عالم حنفی
بہ ثبوت مسائل مذکورہ آیت و حدیث صحیح مشتہر صاحب کے پاس تحریر کرے
تو یقین اونکا اس تحریر سے کب زائل ہو سکتا ہے - دوسرے مضمون سے
اشتہار کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف الیہ صرف آیت قرآن اور قول
اور فعل رسول آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کو مانتے ہیں اور صحابہ
کرام کے قول و فعل کو نہیں مانتے ہیں اسلئے کہ ہر مسئلے کا ثبوت بقول
و فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم طلب کیا ہے تو جو شخص صرف اللہ اور رسول اوسکے

کو مقتدی قرأت امام کی سنتے جب وہ پکار کر پڑھے اور چپ رہے جب وہ
آہستہ پڑھے بسبب قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم امام کے
پیچھے پڑھا کرتے تھے پس یہ حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اوسکو
سنو اور چپ رہو۔ غایۃ الاوطار۔ شرح در مختار میں لکھا ہے کہ
خزائن اور کافی میں ہے کہ مقتدی کو قرأت سے منع کرنا اسی صحابہ
ماثور ہے جنمیں حضرت علی مرتضی اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ
بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اور کہا
امام محمد نے موطا میں عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ
یعنی مقتدی کو قرات امام کی کفایت کرتی ہے۔ اور کہا امام محمد نے
عن عبد اللہ بن شداد بن الھاد ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم للناس فی العصر قال فقرا رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما
صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول اللہ قدامک فکرھت ان تقرأ
خلفہ فسمعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فان
قرأۃ الامام لہ قرأۃ **ترجمہ** امامت کی جناب رسول خدا نے وقت
عصر کے پس پڑھا ایک شخص نے پیچھے آپ کے پس ٹھوکا اوسکو پاس والے
نے پھر بعد نماز کے پوچھا کہ کیوں ٹھوکا تو نے مجھکو کہا اوس شخص نے
کہ تجھ کو معلوم ہوا کہ پڑھنا تیرا پیچھے رسول خدا کے حضرت نے یہ ماجرا
سنکر فرمایا جسکے لیے ہوا امام پس قرأت امام کی مقتدی کیواسطے قرأت ہے

اقول البتہ علماء حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو سورہ فاتحہ خواہ دیگر سورہ و آیت کا پڑھنا پیچھے امام کے منع ہے اسلئے کہ اللہ نے منع کیا اللہ کے رسول نے منع کیا صحابہ کرام نے منع کیا امام سلطین ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمہ نے منع کیا تمام علماء متقدمین متاخرین پیروان طریقہ حنفی نے منع کیا آجتک کل علماء حنفیہ اسپر عمل ہوتے آئے اور اپنی اپنی تصنیفات میں اس مسئلہ کو درج کرتے آئے اگر شک ہو تو ان تصنیفات کو دیکھئے کہ سوا منع اور وعید کے جائز و ثواب کہیں نہیں لکھا ہے اب اگر اون بزرگان دین کے قول کو فی زمانا کوئی شخص باطل اور جھوٹ کہے تو وہ خود جھوٹا ہے بہرکیف آمدم بر اصل مطلب یعنی علماء حنفیہ کے نزدیک قراءت سورہ فاتحہ و نیز دیگر سورہ و آیات کا پڑھنا پیچھے امام کے منع لقولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنی فرمایا اللہ جل شانہ نے پس جسوقت پڑھا جاوے قرآن تو سنو تم اوسکو اور چپکے رہو تاکہ رحم کئے جاؤ تم — اور کہا امام احمد نے اجمع الناس علی ان ھذہ الآیۃ نزلت فی الصلوٰۃ یعنی نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں ہوا ہے اور وہ حدیث جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا تفسیر اور بیان ہے آیت کا روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور نسائی اور ابو داؤد اور مسلم نے — اور کہا مسلم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے — در مختار میں لکھا ہے

مخالفین للقیاس کان کرفعہما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ
علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الحدیث
وقال سعد وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ کہا سعد نے
جو صحابہ عشرہ مبشرہ سے ہیں دوست ہیں تحقیق کہ انگاروں سے بھر جاوے
منہ پڑھنیوالیکا پیچھے کے وقال علقمۃ لان اعض علی جمرۃ احب
الی من ان اقرأ خلف الامام یعنی کہا علقمہ صحابی نے کہ دانت مارنا اوپر
چنگاری کے دوست زیادہ ہے نزدیک میرے امام کے پیچھے کلام اللہ
پڑھنے سے قال جابر من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القران فلم یصل
الا ان یکون وراء الامام جس نے پڑھی کوئی رکعت کہ نہ پڑھا اوسمیں
سورہ فاتحہ پس نہ ہوئی نماز اوسکی مگر اگر ہو پیچھے امام کے یعنی امام کے
پیچھے یہ حکم نہیں ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا ترمذی
نے ہذا حدیث حسن صحیح اور حاشیہ جامع ترمذی میں بیچ صفحہ
۵۹ و ۶۰ چھاپہ نولکشور کے لکھا ہے کہ یہ حدیث مولف نے جو اپنی کتاب
میں لایا باسناد صحیح لایا ہے - اور وہ حدیث جابر کی من کان لہ امام
فقرأۃ الا لہ قراءۃ اوسمیں سورہ فاتحہ بھی ہے اسلیئے کہ جابر سے بطریق
صحیح ثابت ہوا ہے ان الماموم لا یقرأ الفاتحۃ ایضا یعنی مقتدی
سورہ فاتحہ بھی پیچھے امام کے نہ پڑھے کذا لا یصح ان یحمل حدیث
من کان لہ امام علی الصلوۃ الجہریۃ دون السریۃ لان ورودہ
فی صلوۃ الظہر والعصر یعنی حدیث صرف اوپر صلوۃ جہریہ کے محمول نہیں

روایت کیا اسکو حاکم اور طحاوی اور ابو بکر ابن ابی شیبہ اور حنفیہ نے
ساتھ اسناد صحیح کے ۔ اور شرح مشکوۃ المصابیح میں شیخ عبد الحق
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے مارا دلیل این حدیث ست کہ من کان له
امام فقراءة الامام قراءة له واین حدیث صحیح ست ۔ اور ہدایہ میں
لکھا ہے من کان له امام فقراءة الامام له قراءة وعلیه اجماع
الصحابة اور قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار میں مولانا عبد الحلیم نے اس
مقام پر تحریر فرمایا ہے کذا رواہ ابن منیع بسند الصحیح عن
جابر کذا قال علی القاری الخ ۔ اور کہا شعبی نے اجمع الصحابة علی
منع القرأة خلف الامام اجماع کیا صحابہ نے اوپر منع ہونے قرأۃ
خلف امام کے ذکر کیا اسکو ابن ہمام نے فتح القدیر میں ۔ اور نہایہ میں
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرء خلف الامام فلا فی فیه
جمرة فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن پڑھے پیچھے امام کے
بھرتا ہے اپنے منہہ میں چنگاری آگ کی وقال عمر ابن الخطاب لیت
فی فم الذی یقرء خلف الامام حجرا فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
نے کاشکے پتھر ہو اوسکے منہہ میں جو شخص پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا
اسکو امام محمد نے ۔ وقال علی بن ابی طالب من قرأ خلف الامام فقد اخطأ
الفطرة اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس نے پڑھا پیچھے امام کے پس
تحقیق مخالفت کی اوس نے دین کی روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے
فاذا ثبت رفع الحدیثین المذکورین الی الخلیفتین مع کونهما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملہم للصواب والموفق للجواب والصلوٰۃ والسلام علی من
اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وعلی جمیع آلہ واصحابہ الذین ہم متحلین بمکارم
الآداب اما بعد ماہران ادلۂ شرعیہ وعارفان حجج سمعیہ پر یہ امر واضح ولائح
ہو کہ جب بعض الد الخصام حنفیہ نے یہ دعوی کیا کہ کل مسائل اجتہادیہ وفرعیات
فقہیہ امام ابو حنیفہ رح کے موافق کتاب مستطاب ومطابق سنت رسالتمآب
ہیں اور جمیع احادیث نبویہ کے جناب امام صاحب حافظ تھے تو محبی مشفقی جناب مولوی
محمد سعید صاحب بنارسی نے دس مسئلے کتب فقہیہ حنفیہ سے التقاط کر کے
مولوی عبد الصمد و مولوی قطب الدین وغیرہ وغیرہ علماء حنفیہ ہندوستان
و دیگر ممالک غربیہ وشرقیہ وجوانب جنوبیہ وشمالیہ کو بطور اشتہار وعدہ دیا
کہ اگر ان حضرات سے کوئی صاحب درباب ثبوت مسائل ذیل کوئی ایسی آیت
یا حدیث کہ جس مسئلے کے ثبوت کے لئے پیش کیجاے نص صریح ہو اوسکو
پیش کریں تو حق تلاش فی آیت وحدیث مبلغ پندرہ روپیہ بطور انعام کے
اونکو دئے جاوینگے پس اب بعد کئی سال زمانہ شیوع اشتہار کے میان

ہوسکتی بلکہ جہریہ اور سریہ دونوں میں پڑھنا پیچھے امام کے منع ہے اسلئے کہ ورود اس حدیث کا بیچ نماز ظہر اور عصر کے ہوا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ من کان لہ امام الخ یہ آخر حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہ بھی ایسی ہی ذکر کیا امام محمد نے ختم ہوا مضمون حاشیہ جامع ترمذی کا ـ اور بھی احادیث اس باب میں بہت ہیں چند بطور اختصار بخوف طوالت تحریر کیا واللہ اعلم بالصواب ؛

اب اگر مشتہر صاحب کا جی چاہے تو بنظر انصاف جواب ہٰذا کو ملاحظہ فرما کر یا تو تسلیم کریں ـ اور ایفاء وعدہ بموجب حکم خدا و رسول عمل میں لاویں والا ثبوت قراءۃ سورہ فاتحہ خلف امام و عدم صحت دلائل صدر ایسی آیت و احادیث صریح و صحیح غیر منسوخہ و متروکہ سے جسپر اجماع صحابہ رضو و اتفاق علماے سلف حنفیہ کا ہو تحریر فرماویں ؛

اور ناظرین پر واضح ہو رہے کہ مشتہر صاحب نے اس نشان و پتہ کے ساتھ جواب اشتہار کا اپنے طلب فرمایا ہے کہ جو کوئی صاحب اس اشتہار کا جواب لکھیں تو اس نشان سے مشتہر کے پاس روانہ کریں ـ بمقام آرہ ضلع شاہ آباد محلہ چوک مسجد پر مکان مولوی ابراہیم پاس محمد سعید مدرس مدرسہ احمدیہ کے پہونچے ـ

اور اگر جواب نہو سکے تو عجز اپنا لکھیں اور ہم سے انکے خلاف میں یا سیر کی حاجت طلب فرماویں ـ المشتہر محمد سعید عفی عنہ ؛

المجیب المصیب

مولوی اشرف عالم

بفرمایش شیخ دراز اللہ موذن مسجد ملا چک آستانہ شہبازی بھاگلپوری

بمطبع مرآت الہند منونگیر سنہ ١٨٨٦ع

کے لیے بہت سی صورتیں تھیں جس پیرایہ اور رنگ میں چاہتے لکھا کہاتے
اس دریاے ناپیداکنار کے کنارے کیوں آتے اور رفو کیا ہمنے کبھی
نہیں مانا تھا اسی مضمون کی ہوا پیچیدہ تھی کہ تعصب مذہبی اس
اشتہار کا جواب ہی تحریر کریں کسی اہل علم سے سلیقہ تحریر جواب وطریقہ
اثبات مدعا سیکھ لیتے اور خود بھی سمجھ لیتے جبکہ اس وادی پر خطر میں قدم
رکھنے اسمیں اگر دیری بھی ہوجاتی تو کچھ قباحت نہ تھی ع

مزن بے تامل بگفتار دم ٭ نکو گوی گر دیر گوی چہ غم
بنطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

اور اگر اپنی شہرت ہی منظور تھی تو اور کوئی کام برا سے نام کرتے چند
سطریں تحریر کرکے اپنی پردہ دری کیوں کی حیف صد حیف بلکہ افسوس
ہزار افسوس کہ مجیب صاحب نے ان نصائح ومواعظ کی طرف کچھ التفات
نہ کیا خود بخود اپنی بے آبروئی و بے وقری کے باعث ہو گئے انا
للہ وانا الیہ راجعون ۔ الغرض بلا تصنع و بلا مبالغہ راست براست
بے کم وکاست میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کلمہ کلمہ انکی تحریر کا متضمن جدل
وجہل اور مسئلہ مسئلہ انکی تقریر و تحریر کا انکی لاعلمی و سوء فہمی پر شاہد
عدل ہے خلاصہ کلام یہ قابل خطاب نتھے کہ کوئی انکی طرف متوجہ ہوتا
تحریر انکی ایسی نتھی کہ کوئی اسکا جواب لکھتا مگر بوجوہ چند در چند اور اصرار
بعض احباب اولی الالباب کاتب الحروف نے چارناچار ہوکر جملہ جملہ اور
فقرہ فقرہ انکی تحریر کا نقل کرکے باولہ نقلیہ و حجج عقلیہ بترتیب

میان اشرف عالم صاحب بھاگلپوری نے بطمع مبلغات خمسہ عشر روپیہ خواہ بتعصب
مذہبی یا بغرض تشہیر خود اپنی اوقات مغتنمہ کی خونریزی کر کے بعد چند فقرہ
تمہید جواب کے منجملہ مسائل دوگانہ کے ایک مسئلہ یعنی قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے
ثبوت میں بعض آیات کریمہ و احادیث ضعیفہ و آثار و اقوال محرفہ سقیمہ
بعبارۃ اردو خلاف محاورہ نقل کر کے اپنی لاعلمی و سوء فہمی کا اشتہار
و اظہار کیا کیونکہ وہ بعض آیات کریمہ و احادیث ضعیفہ و آثار و اقوال
محرفہ سقیمہ بر تقدیر صحت و قوت تو در باب ثبوت مسئلہ منع قراءۃ فاتحہ
خلف الامام نص صریح نہیں ہیں اور قطع نظر نص صریح نہونے کے وہ نص
ظاہر بھی نہیں ہیں کما ستقف علیہ انشاء اللہ تعالی - حالانکہ علامہ فہامہ جناب
مشتہر صاحب نے ایسی آیت و حدیث طلب فرمائی ہے کہ اسباب میں
نص صریح ہو پس اگر آپکو علم ہوتا تو بعض اون آیات کریمہ و احادیث
ضعیفہ آثار و اقوال سقیمہ محرفہ کو در باب ثبوت منع قراءۃ فاتحہ خلف
الامام نقل نکرتے کچھ سمجھ ہی سے کام لیتے - تو بھی تحریر جواب میں جرأت و دلیری
نکرتے اسلیے کہ بغیر علم و سمجھ در باب تحریر جواب و رد و قدح جرأت
و دست اندازی کرنی موجب رسوائی و سبکساری ہے ؎
چون نداری کمال آن ؛ ؛ کہ زبان در دہان نگہداری ؛
آدمی را زبان فضیحہ کند ؛ ؛ جوز بیمغز را سبکساری
اگر ایسا ہی جناب کو طمع دنیا دامنگیر تھی تو بہتر یہ تھا کہ اور جہاں کچھ
اوسکے اکتساب کے لیے کیا کم تھی و علاوہ برین اور بھی اکتساب دنیا

حنفیہ سے طلب فرماتے ہیں مگر پھر بھی کوئی دلیل صحیح نہیں رقم فرماتے نہیں
یہ علامت ہے ضعف مذہب حنفی کی پس بنابرا سکے اگر کوئی حنفی المذہب
خلف امام قراءۃ فاتحہ کرے اور آمین بالجہر کہے وعلی ہذا القیاس و دیگر
اعمال مسنونہ بجا لاوے تو کچھ قباحت نہیں اور آپ قباحت سمجھتے ہیں
فافہم الثانیہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عالم حنفی المذہب درباب
ثبوت مسائل مندرجہ اشتہار آیۃ کریمہ اور حدیث نبوی تحریر کرکے
مشتہر صاحب کے پاس ارسال کرے تو یہ یقین اونکا اس تحریر سے کب
زائل ہوسکتا ہے یعنی نہیں زائل ہوسکتا ۔ اس کلام سے یہ بات لازم آتی
ہے کہ جب یقین ایک شئے کے ساتھ متعلق ہو تو بدون زوال اسکے اوس
شئے سے دوسری شئے کے ساتھ نہیں متعلق ہوسکتا حالانکہ یہ بات ہی نہیں
ہے ورنہ لازم آوے کہ مثلاً یقین وحدانیت باریتعالیٰ کے ساتھ متعلق ہو
تو بدون زوال اسکے اوسے رسول صلعم کی رسالت کے ساتھ نہ متعلق
ہوسکے واذ لیس فلیس فان قیل ۔ اگر دو قسم کی حدیثیں صحت اور قوت
میں مساوی ہوں اور یقین دونوں کے صحت اور قوت کے ساتھ
برابر متعلق ہو اور اونمیں سے ایک مقتضی ہو ایک حکم کا اور دوسری
مقتضی ہو منع اوس حکم کو مثلاً ایک مقتضی ہو قراءۃ فاتحہ خلف الامام کو
اور دوسری مقتضی ہو اوسکے منع کو پس اب بحکم کس حدیث کے عمل کیا جاوے
یقال اس صورت میں ہم کہتے ہیں تو اریخ وسیر کو دیکھینگے پس اگر انمیں
سے ایک مقدم ہوگی اور دوسری تالی تو مقدم کو منسوخ قرار دینگے

مصیب جواب باصواب سلک تقریر وسمط تحریر مین درج کرتا ہے اور ناظرین
عاقلین سے عدل وانصاف کی امید رکھتا ہے - فہا انا اشرع فی المقصود
بعون الله الودود * قال المجیب مشتہر صاحب نے الخ اقول وبالله
التوفیق ومنه الوصول الی التحقیق - یہ قول آپکا مخدوش ہے بدو وجہ
اولاً من وجہ رکاکت عبارت ثانیاً بجہت خرافت مقصود ومدلول عبارت
اما رکاکت عبارت پس فقرہ یہ واضح ہے بطریق خفی و دیگر فقرات
سے واضح کالشمس فی کبد السماء ہے ولیکن خرافت مقصود ومدلول
عبارت ثابت ہوتی ہے بچند وجہ اولاً یہ کہ آپ اس قول مین دعوی
کرتے ہین کہ کتب فقہیہ معتبرہ مین دربارۂ ثبوت مسائل مندرجہ
فی الاشتہار آیات کریمہ واحادیث صحیحہ بکثرت مسرود وموجود ہین اور ہیں
ایک آیۃ اور حدیث بھی آپ نقل نہین کرتے کہ جس مسئلہ کے ثبوت
کے لئے پیش کیجاے تو نص صریح ہولیں یہ دعوی قابل سماعت نہین
کما لا یخفی عند النظار - ثانیاً یہ کہ نسبت مشتہر کے آپ یہ فرماتے ہین کہ
مشتہر صاحب خود بہت بڑے عالم زبردست محقق اور ایسے اور ایسے
ہین اور باوجود اس مدح کے آپ اونکے اقوال کی تردید کرتے ہین
پس یہ ہجو ملیح ہوئی اور ظاہر ہے کہ ہجو ملیح مستلزم ہے تحقیر مومن کو
اور تحقیر مومن کی جائز نہین خصوصاً عالم کی کما لا یخفی علی من قرء القرآن
ثالثاً یہ کہ آپ یہ بھی فرماتے ہین کہ علامہ مشتہر نے انتہا درجہ دربارۂ ثبوت
مسائل مندرجہ اشتہار ادلۂ شرعیہ قطعیہ صریحہ صحیحہ کثیرہ علماے

اللہ و رسول کی صریح عدول حکمی کرتا ہے اور اوسکے ولمیں مضامین آیۃ کلام اللہ
وحدیث رسول اللہ کے اثر نہیں کرتے پس نتیجہ یہ نکلا کہ علماء حنفیہ یا [illegible]
امام ابو حنیفہ رحمہ خدا و رسول کی صریح عدول حکمی کرتے ہیں اور ان کے
ولمیں مضامین کتاب و سنت کے نہیں اثر کرتے پس یہ بات نہ لازم آئی
کہ متشہر موصوف اللہ و رسول کی عدول حکمی کرتے ہیں اور ان کے ولمیں
مضامین کتاب و سنت کے اثر نہیں کرتے بلکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ متشہر
موصوف اللہ و رسول کی عدول حکمی نہیں کرتے اور ان کے ولمیں
مضامین کتاب و سنت کے اثر کرتے ہیں کما لا یخفی عند صاحب ذوق
السلیم۔ **قال المجیب** لیکن رہی یہ بات الخ۔ **اقول** بتوفیق اللہ
و تائیدہ مثلاً جب دو شخص کسی مسئلہ میں باہم تقریر کرتے ہیں خواہ
تحریر بایں طور کہ انمیں سے ایک مدعی ہوتا ہے کہ حکم کو دلیل سے ثابت
کرتا ہے دوسرا سائل کہ نفی حکم کی کرتا ہے یا خلاف مدعی کے تقریر کرتا ہے
خواہ تحریر عام ہے اس سے کہ مانع ہو وہ یا ناقض خواہ معارض مثلاً حنفی
المذہب کہے کہ مقتدی کو خلف الامام استماع اور انصات واجب ہے اور
قراءۃ فاتحہ خواہ سورہ دیگر منع بروایت عبد اللہ بن جابر اور خصم یعنی
سائل عامل بالحدیث معارضہ کرے بروایت دیگر کہ مبنی ہے وجوب
قراءۃ فاتحہ خلف الامام پر یا نقض کرے بایں طور کہ عبد اللہ بن جابر خود خلف
امام سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے پس روایت اونکی ساقط الاستدلال ہے
پس بعد اللتیا والتی کے بحکم اس نقض و معارضہ کے مدعی وجوب

اور ثانی کو ناسخ اوسکے لیئے پس بحکم ثانی یعنی موخر پر عمل کیا جائیگا ورنہ بقاعدہ
تعارض دونون ساقط الاستدلال والعمل ہو جائینگے پس لازم آئیگا
رجوع کرنا طرف آیات قرآنی و آثار اصحاب حبیب ربانی کے کما لایخفی
علی من لہ ادنی مسکۃ العلوم الاصول فتدبر ؛

قال المجیب دوسرے مضمون سے اشتہار کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے الخ

اقول وباللہ التوفیق والتوقیف چونکہ علماے حنفیہ نے بمقابلہ و
مواجہہ علامہ مشتہر یہ دعوی کیا کہ کل مسائل معمول بہا امام ابوحنیفہ رح کے
موافق آیۃ کلام اللہ و قول و فعل رسول اللہ کے ہین اور قول و فعل
اصحاب رسول اللہ کے موافقت کا اپنے دعوے مین ذکر نہ کیا پس
حسب اس دعوی کے مشتہر موصوف نے دس مسئلے کتب فقہیہ
حنفیہ سے التقاط کر کے اون مسائل کے ثبوت کے لیئے صرف آیۃ کلام اللہ
و قول و فعل رسول اللہ طلب فرمایا نہ قول و فعل اصحاب رسول اللہ
نہ یہ کہ مشتہر ممدوح صرف آیۃ کلام اللہ و قول و فعل رسول اللہ کو
مانتے ہین اور قول و فعل اصحاب رسول اللہ کو نہین مانتے پس بنا بر
دعوے مذکور حنفیہ کے جسکا ذکر اوپر گذرا یہ بات لازم آئی کہ علماء
حنفیہ خواہ امام ابوحنیفہ رح صرف آیۃ کلام اللہ اور قول و فعل رسول اللہ کو
مانتے تھے اور قول و فعل اصحاب رسول اللہ کو نہین مانتے اور حسب قول آپ
کے جو شخص آیۃ کلام اللہ اور قول و فعل رسول اللہ کو مانتا ہے اور قول
و فعل اصحاب رسول اللہ کو نہین مانتا تو وہ بحکم آیۃ کریمہ و حدیث مذکور

اور عوام اہل اسلام آپ کی حیلہ سازی و فتنہ پردازی مین نہ پڑین اور مسلک
اتباع سنت پر قائم و ثابت رہین اب آپ پھر اگر کسی مسئلہ مین منجملہ اون مسائل
کے اگر نہ سکے ایسا ہی ہاتھہ پاؤن ہلائینگے تو پھر ہم بھی انشاءاللہ العزیز ہاتھہ
دکھلائینگے فایاک والاعتساف ۔ قال المجیب قول مشتہر الخ ۔
اقول بعونہ وصونہ تعالی بیشک مقتدیون کو سورۂ فاتحہ خلف الامام
پڑہنے کی ممانعت کسی ایسی آیۃ اور حدیث سے کہ جب اس مسئلہ کے ثبوت
کے لیے پیش کیجاوے تو نص صریح ہو ثابت نہین ہوئی اگر ہو تو لائین شیدہ
نہین ہیں شتر و لیجائین ورنہ پھر اسباب بیجا لیسا نہ بلائین قال المجیب علماء
حنفیہ کے نزدیک الخ اقول بتوفیق اللہ عز اسمہ و جل علمہ یہ قول
مخدوش ہے بوجوہ اولا یہ کہ مین آپ سے پوچھتا ہون کہ دلیل شرعی و حجت
سمعی کتاب و سنت اور اجماع و قیاس ہے یا جو کچھ علماء حنفیہ کے
نزدیک ثابت ہو وہ اگر یہ فرمائین کہ دلیل شرعی و حجت سمعی قطعی کتاب و سنت
اور اجماع و قیاس ہے تو پھر علماء حنفیہ کے نزدیک جو کچھ ثابت ہے
اوسکا کیا اعتبار اب آپ اگر یہ فرماتے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک جو کچھ ثابت
ہے وہ بھی مدلل ہے انہین دلائل کے ساتھہ تو مین یہ عرض کرتا ہون کہ
جو مسائل اشتہار مین مندرج ہین اون کل مسائل کے ثبوت مین اونکا مدلل
مدلل کیون نہین پیش کرتے اور اگر کل مسائل کے ثبوت مین نہو سکے تو اونمین
سے ایک ہی مسئلہ کے ثبوت مین جو قول اونکا مدلل ہو ساتھہ کسی دلیل
کے دلائل اربعہ شرعیہ سے حسب فرمایش مشتہر موصوف پیش کیجیے ورنہ

قراءة فاتحہ خلف امام کالیقین کرے اور سورہ فاتحہ خلف امام پڑھنا شروع
کرے اور بموجب تصحیح دلیل قراءہ فاتحہ دیگر بندگان خدا بھی پڑھنے لگین
یا برعکس اسکے بعد تقریر و تحریر بطریق مذکور کے وجوب استماع اور انصات
ہی ثابت ہو جاے اور خصم و دیگر بندگان خدا بموجب قوت دلیل استماع
و انصات قراءۃ فاتحہ خلف الامام ترک کر کے ہر نماز و ہر حال مین استماع
و انصات ہی اختیار کرین تو یہ صورت مناظرہ کی ہے اور مناظرہ موجب
ہدایت ہے نہ حسب فہم لطیف آپکے باعث ضلالت و ہلاکت کما لایخفی
عند الناظر ذوی الابصار — قال المجیب باین خیال الخ —

اقول وباللہ التوفیق جواب سے کیا مراد ہے جواب باصواب
یا جواب ناصواب - اگر جواب سے جواب باصواب مراد ہے تو جواب
اشتہار ہنوز نہین ہوا اور اگر جواب سے جواب ناصواب مراد ہے
تو یہ قابل اعتبار نہین آپ ہزار لکھیے اور کاغذات سیاہ کیا کیجیے کون
التفات کرتا ہے اور کون سنتا ہے اون ہفوات کو ؎

کون سنتا ہے کہانی تیری اے یار غلط ٭ کیون بغل مین لیے پھرتا ہے تو طومار غلط

مگر چونکہ عوام الناس اس قسم کے جواب ناصواب کو بھی جواب سمجھتے ہین لہذا
آپ جو بخیال فاسد و زعم کاسد منجملہ مسائل دہ گانہ کے ایک مسئلہ کا جواب
لکھی فرماتے ہین مین سردست بالاختصار جواب اوسکا بدلائل قطعیہ
نقلیہ و براہین قویہ عقلیہ تحریر کیے دیتا ہون تاکہ ناظرین منصفین پر
آپکا تعصب و تعسف و مبلغ علمی و ملکہ نصوص فہمی پیدا و ہویدا ہو جاے

اذا تعارضتا تساقطتا دونون کو ساقط الاستدلال والعمل کر دیا ہے
وعبارتہ ہکذا - مثالہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن مع قولہ تعالی واذا قرئ
القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا فان الاول بعمومہ یوجب القرأۃ علی المقتدی
والثانی بخصوصہ ینفیہ وقد وردتا فی الصلوۃ جمیعا فتساقطتا ترجمہ
مثال اسکی یہ ہے پس پڑہو جو آسان ہو قرآن سے یہ آیت ساتھ قول اللہ
تعالی اور جسوقت پڑہا جاوے قرآن پس سنو اور چپکے رہو پس
پہلی آیت اپنے عموم سے قرارت کو مقتدی پر واجب کرتی ہے اور دوسری
اپنی خصوصیت سے اسکی نفی کرتی ہے اور دونون نماز ہی مین وارد ہوئی
ہین پس دونون ساقط ہونگی پس جبکہ مقتدی کے لیے ممانعت قراءۃ فاتحہ
کی اس آیۃ کریمہ سے نہ ثابت ہوئی تو بدلیل آیۃ کریمہ واذکر ربک فی نفسک
وحدیث عبادہ بن صامت وجوب قراءۃ فاتحہ ثابت رہا اور جبکہ ملا
جیون حنفی نے آیۃ کریمہ کو بقاعدہ تعارض ساقط الاستدلال والعمل
کر دیا تو آپ حنفی المذہب کو اس آیۃ سے استدلال کرنا وجوب استماع
وانصات ومنع قراءۃ فاتحہ خلف امام پر عبث وخرط قتاد ہے - ومعہذا
اور بھی وجوہ ہین کہ اس آیۃ سے ممانعت قراءۃ فاتحہ خلف امام نہین ثابت
ہوتی کما ستقف علیہ انشاء اللہ تعالی - **قال المجیب** اللہ کے رسول نے
منع کیا الخ - **اقول** بتوفیق اللہ الکفیل وھو حسبی ونعم الوکیل
خلاصہ کلام مناسب مقام یہ ہے کہ آپ دعوی کرتے ہین وجوب ترک قراءۃ
فاتحہ خلف امام کا اور مین منع کرتا ہون یعنی آپ سے دلیل طلب کرتا ہون

فقط زبانی کہدینے کی کیا سند ہے اور اعتبار — اور یہ بھی التماس کرتا ہون
کہ علماء شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے نزدیک بھی جو کچھ ثابت ہے وہ بھی
اسیطرح مدلل ہے بدلائل اربعہ شرعیہ تو پھر علماء حنفیہ کے تخصیص کی کیا وجہ
ہے ثانیاً یہ کہ بعض علماء حنفیہ کے نزدیک مقتدیون کو حالت اقتدا میں سورہ
فاتحہ کا پڑھنا منع ہے یا کل کے نزدیک اگر یہ فرمائیے کہ کل کے نزدیک
منع ہے تو یہ محض باطل ہے کما سیجئ تفصیلہ انشاء اللہ تعالی اور اگر
یہ فرمائیے کہ بعض کے نزدیک منع ہے تو مین یہ گذارش کرتا ہون کہ جن بعض
کے نزدیک منع ہے اونکو کیا ترجیح ہے اون بعض پر کہ جنکے نزدیک منع نہین
بلکہ مستحب و سنت یا واجب ہے بینوا ولا تکتموا الحق وانتم تعلمون ؛
قال المجیب اسلئے کہ اللہ نے منع کیا الخ — **اقول** بفضلہ تعالی آپکو کس آیت
سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے مقتدیون کو قراءۃ فاتحہ خلف امام سے
منع کیا اگر یہ فرمائیے کہ آیت کریمہ واذا قرئ القرآن سے معلوم ہوا کہ اللہ
جلشانہ نے منع کیا تو اولاً مین یہ عرض کرتا ہون کہ آیۃ کریمہ دربارہ منع
قراءۃ فاتحہ خلف الامام نص صریح بلکہ ظاہر بھی نہین ہے اگرچہ دربارہ
استماع وانصات نص صریح ہو مگر محمول ہے ماعداء فاتحہ پر و علاوہ برین
باعتبار مفہوم استماع وانصات کے صلوۃ جہریہ مین ممکن ہے اور سریہ مین
ہرگز مقتضی منع قراءۃ نہین کما سیجئ تفصیلہ انشاء اللہ تعالی فانتظر ؛
ثانیاً یہ کہ ملا جیون حنفی نے نور الانوار شرح منار مین اس آیۃ کریمہ کو
مع آیۃ کریمہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن متعارض ٹھہرا کر بقاعدہ اصول

١٨٦٥٧

فاتحہ خلف الامام کو تسلیم کیجئے یا کوئی دوسری ایسی حدیث کہ در باب ثبوت
وجوب ترک قراءۃ فاتحہ خلف الامام نص صریح ہو پیش کیجئے پندار توہین
ستر لیجئے ورنہ پھر مناظرہ کا نام نہ لیجئے ۔ **قال المجیب** صحابہ کرام نے
منع کیا الخ ۔ **اقول** بمنہ وکرمہ تعالیٰ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے جسوقت اس عبارت کو تحریر فرمایا ہے سوا پہر دن نہ چڑھا تھا
ورنہ ایسی کج فہمی اور نادانی کی بات منہہ سے نہ نکالتے خیر مضیٰ ما مضیٰ
یہ قول آپکا مخدوش ہے بدو وجہ اولاً یہ کہ علمار حنفیہ یہ دعوی کرتے
ہیں کہ کل مسائل اجتہادیہ امام صاحب کے موافق کتاب وسنت کے ہیں
پس آپ کو لازم ہے کہ ابھی صرف آیت اور حدیث صحیح سے استدلال فرمائے
آثار صحابہ کی طرف التفات نہ کیجئے ۔ ثانیاً یہ کہ اکثر صحابہ کہ جنکو حدیث صحیح رسول اللہ
صلعم کی پہنچگئی ہے وہ قرارت فاتحہ خلف امام کی اجازت دیتے تھے اور خود بھی
قراءۃ خلف امام کرتے تھے جیسے حضرت علی و حضرت عمر و حضرت ابو ہریرہ وغیرہم
رضی اللہ عنہم اور جنکو رسول اللہ صلعم کی حدیث نہ پہنچی وہ معذور تھے
اور ایسے اصحاب رسول اللہ صلعم کے اقل قلیل ہونگے اور رد وہ اکثر و للاکثر
حکم الکل فعلیك بتلطیف القریحۃ لیظہر لك المقصود **قال المجیب**
امام المسلمین ابو حنیفہ علیہ الرحمہ منع کیا ۔ **اقول** بتوفیق اللہ العلام
فی ہذا المقام بحیث ینہدم مرام الخصام امام ابو حنیفہ رح نے
بہ تمسک کونسی آیۃ یا حدیث صحیح سے منع فرمایا ہے کہ وہ جیب مستدل وجوب
ترک قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے ثبوت کے لیے پیش کیجا ہے تو نص صریح ہو

پس آپکو لازم ہے کہ ایسی دلیل پیش کیجیے کہ اس مسئلے کے ثبوت کے لیے نص
صریح ہو اب اس صورت میں اگر آپ حدیث من کان له امام فقراءة الامام
له قراءة کو پیش کیجیے گا تو میں بموجب قوله علیه السلام لا تفعلوا الا بام القرآن
سے معارضہ کرونگا یا نقض کرونگا باین طور کہ حدیث من کان له امام الخ
ضعیف ہے اور حدیث ضعیف ساقط الاستدلال والعمل ہوا کرتی ہے اور
بر تقدیر صحت محمول ہے ماسوائے فاتحہ پر[1] پس یا تو ثبوت وجوب قراءة

[1] کیونکہ بموجب قول علیه الصلوة والسلام لمن لم یقرأ بها بدون سورہ فاتحہ
پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی اور نماز کی نفی سے یہاں پر نفی ذات نماز کی ثابت ہوتی
نہ نفی کمال کی چنانچہ موید ہے اس معنی کو کلام ہدایت التیام شیخ المشائخ
عارف باللہ نواب والاجاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن خانصاحب
بہادر ماتحت حدیث عبادہ بن صامت وہذہ عبارتہ ونیز آنحضرت فاتحہ را
در ہر رکعت میخواند کما رواہ مسلم وفرمودہ صلوا کما رأیتمونی اصلی
پس واجب شد کہ در ہر رکعت بخوانند وحدیث دلیل شد بر نفی
صلوة شرعیہ چون مصلی دران فاتحہ نخواند زیرا کہ نماز مرکب ست
از اقوال وافعال ومرکب منتفی میشود بانتفاء جمیع اجزا وببعض اجزا وحاجت
نیست بسوئے تقدیر نفی کمال زیرا کہ ضرورت تقدیر نیز وتقدیر صدق نفی ذات میباشد
واز حدیث آیندہ معلوم میشود کہ نفی متوجہ ست بسوئے کفایت
وآن مانند نفی ذات ست در مآل زیرا کہ آنچہ کفایت نمی کند نماز شرعی
نیست انتہی مافی مسک الختام ١٢

حق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام محمد اور امام ابوحنیفہ رح کے دو قول ہیں
قول اول سے دونوں کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور قول ثانی سے احتیاطاً
علی سبیل الاستحسان اجازت اور اول متروک ہے وثانی معمول بہ چنانچہ
مولوی عبدالحی حنفی نے امام الکلام میں میزان شعرانی سے ان دونوں
اماموں کے دونوں قولوں کو نقل کر دیا ہے وھذہ عبارتہ وکذا عن
الامام ابی حنیفۃ کما ذکرہ وذکر الشعرانی ان ھذہ روایۃ ھی التی رجعا
الیھا حیث قال لابی حنیفۃ ومحمد قولان احدھما عدم وجوبھا
علی الماموم بل لاتسن وھذا قولھما القدیم وادخلہ محمد فی تصانیفہ
القدیمۃ وانتشرت النسخ الی الاطراف وثانیھما استحسانھا علی سبیل
الاحتیاط وعدم کراھتھا عند المخافتۃ للحدیث المرفوع لاتفعلوا الا
بام القران وفی روایۃ لاتقرؤا بشیٔ اذا جھرت الا بام القران وقال عطاء
کانوا یرون علی الماموم القراءۃ فیما یجھر فیہ الامام وفیما یسر
فرجعا من قولھما الاول من الثانی احتیاطا انتھی۔ ترجمہ یہ عبارت
اسکی ہے اور ایسا ہی امام ابوحنیفہ رح سے روایت قراءۃ فاتحہ خلف امام کو ذکر کیا
اور شعرانی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہ روایت ہے کہ جسکی طرف دونوں نے
رجوع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ ابوحنیفہ ومحمد کے دو قول ہیں ایک تو عدم وجوب کا
مقتدی پر بلکہ سنت بھی نہیں یہ قول دونوں صاحبوں کا قدیم ہے اور اسکو
امام محمد نے اپنی پہلی تصانیف میں داخل کیا ہے اور اطراف میں یہ نسخے پھیل گئے
ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قراءۃ فاتحہ مقتدی کو مستحسن ہے احتیاط کے لئے

بیان فرمایئے کہ آیۂ کریمہ واذا قرئ القرآن وحدیث من کان لہ امام کی طرف رجوع نہ کیجئیگا کیونکہ آیۂ کریمہ کو تو آپ کے بڑے پیر نے خود ساقط الاستدلال والعمل کر دیا ہے باقی حدیث من کان لہ امام ضعیف ہے اور ضعیف قابل احتجاج نہیں و بر تقدیر صحت در باب منع قراءۃ مقتدی نص صریح نہیں اور[1]

[1] و نیز اس حدیث میں قراءۃ مصدر ہے مضاف طرف امام کے اور مصدر مضاف ایک صیغہ ہے منجملہ صیغ عموم کے کما تقرر فی مقرہ پس بنا بر اسکے یہ حدیث عام ہوئی شامل جمیع قراءت امام کو اور عموم مخصوص ہے باحادیث صحیحہ مثل حدیث عبادہ بن صامت وغیرہ کے چنانچہ بعینہ یہی مضمون مستفاد ہوتا ہے کلام ہدایت نظام سے نواب والا جاہ کے و ہذہ عبارتہ ۔ و بر فرض اینمعنی کہ بنا بر کثرت طرق منتہض میتواند شد عام ست زیرا کہ مصدر مضاف یکی از صیغ عموم باشد کما تقرر فی الاصول و قراءۃ الامام در اینجا مصدر مضاف واقع شدہ پس شامل جمیع قراءۃ امام باشد و این عموم مخصوص ست باحادیث صحیحہ مثل حدیث عبادہ بن صامت قال صلی بنا رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن خلف امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بہا انتہی ۔ ما فی دلیل الطالب ترجمہ حدیث ۔ صبح کی نماز پڑھی رسول صلعم نے تو بھاری ہوئی آپ پر قراءت جب فارغ ہوے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو ہمنے کہا ہاں قسم اللہ کی اے رسول اللہ فرمایا نہ کیا کرو مگر ام القرآن کیونکہ نہیں ہوتی نماز اوسکی جس نے نہ پڑھا اسکو ۔ ۱۲

———

حال والدہ الشیخ عبدالرحیم انہ کان فی اکثر فروعہ موافقا للمذہب الحنفی الا فی بعضہا اذا ظہر لہ رجحان مذہب الغیر فی ذلک بحسب الحدیث او الوجدان فمن ذلک قراءۃ الفاتحۃ فی حالۃ الاقتداء وفی صلوٰۃ الجنازۃ انتہی بقدر الحاجۃ ترجمہ اور مختار صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور اونکے والد کا یہی ہے چنانچہ آپنے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے بطور حکایت کے ذکر کیا ہے کہ آپ اکثر فروع میں موافق مذہب حنفی کے عمل کرتے تھے مگر بعض مین جبکہ آپ کے لئے مذہب غیر کا رجحان معلوم ہوجاتا تھا یہ رجحان یا تو حدیث سے یا وجدان سے اسی رجحان سے ہے پڑھنا فاتحہ کا امام کے پیچھے امام کی اقتدا مین اور نماز جنازہ مین فقط ✦ اور اسیطرح اسوۃ المحققین و قدوۃ المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے اپنے بعض فتاوی مین درباب قراءۃ فاتحہ خلف امام و آمین بالجہر تاکید تاکید فرماتے ہین و عبارتہ ہکذا متفح برین معنی گردیدہ کہ سورہ فاتحہ درپس امام باید خواند باین طور ہرگاہ امام لفظ الحمد بخواند مقتدی بشنود و بگوید الحمد تا آخر سورہ ہمین طور باخفا ضم کردہ باشد وہرگاہ امام بآمین رسد ہمہ مقتدیان بگویند بالمد والجہر آمین انتہی۔ بقدر الضرورۃ ✦

قال المجیب آجتک کل علماء حنفیہ اسی پر عمل ہوتے آئے الخ —

اقول وباللہ التوفیق ومنہ الوصول الی التحقیق الحقیق یہ قول بھی آپکا مخدوش ہے بسہ وجہ اولاً یہ کہ حسب دعوی علماء حنفیہ

اور مکروہ نہین ہے نماز سریہ مین بہ باعث حدیث مرفوع کے کہ مت
پڑہو مگر فاتحہ - اور ایک روایت مین مت پڑہو کوئی شئی جب مین زور
سے پڑہون مگر سورہ فاتحہ - عطا نے کہا کہ صحابہ اور تابعین قراءۃ فاتحہ کو
مقتدی کیواسطے خیال کرتے تھے نماز جہری اور سری مین پس دونون
یعنی امام ابو حنیفہ و محمد نے پہلے قول سے ثانی کیطرف احتیاطًا رجوع
کیا ہے بقدر ضرورت - پس آپ اگر امام ابو حنیفہ رح کی پیروی کرتے
ہین تو اونکے قول ثانی معمول بہ کی موافق عمل کیجیے ورنہ حنفیت کا دعوی
چھوڑ دیجیے فتدبر فیہ - **قال المجیب** علماء متقدمین الخ -
اقول و باللہ التوفیق یہ قول آپکا مخدوش ہے بسبب وجہ اولاً یہ
کہ جب بہ کتاب و سنت و آثار صحابہ راشدین و اقوال ائمہ مجتہدین وجوب
ترک قراءۃ فاتحہ خلف امام نہ ثابت ہوا تو اونکے منع کرنے سے منع نہ لازم
آیا - ثانیاً یہ کہ جب امام صاحب سے بھی اجازت ثابت ہو چکی اور علماء نے
منع کیا تو اب وہ علماء نہ متبع امام کے رہے اور نہ متبع خدا و رسول صلعم
اور اصحاب رسول کے پھر اونکے قول کا کیا اعتبار - ثالثاً یہ کہ منع انہین
علماء نے کیا ہے کہ جنہون نے اتباع کتاب و سنت کی چھوڑ دی ہے نہ اون
علماء نے جو اتباع کتاب و سنت مین سرگرم ہین جیسے شاہ عبد الرحیم اور
اونکے فرزند ارجمند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کہ اونہون نے بحکم
احادیث صحیحہ قراءۃ فاتحہ خلف امام کو اختیار کیا ہے وہو مختار صاحب
حجۃ اللہ البالغہ و والدہ فانہ ذکر فی کتابہ انفاس العارفین حاکیا عن

صنیع من نقل ھذا القول فی کتبھم ساکتنا علیہ ولم یحکموا بکونہ غلطا مردودا۔ انتھی ما فی امام الکلام **ترجمہ** اللہ کی قسم میں سخت تعجب میں ہوں فعل اون لوگوں سے جو اس قول کو اپنی کتب میں نقل کرتے ہیں اور اسپر چپکے رہتے ہیں اور اوسکے مردود اور غلط ہونے کا حکم نہیں کرتے ختم ہوئی عبارت امام الکلام کی۔

قال المجیب اگر شک ہو تو اون تصنیفات کو دیکھیے الخ۔ **اقول** بعون اللہ تعالی وصونہ نعوذ باللہ من ذلک شک آپ کو ہو ہمارے ہاتھ میں تو ذلک الکتاب لاریب فیہ ہے پھر ہمکو کیون شک ہونے لگا ہمکو تو دیکھکر شک خوف کا ہو جاتا ہے خلاصہ کلام یہ کہ بدلیل کتاب و سنت ہمکو یقین کامل ہو چکا ہے کہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام موجب اجر و ثواب ہے اور ترک کرنا اوسکا باعث عتاب و عذاب بباعث نہ ہونے نماز کے البتہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی آیت خواہ حدیث درباب ثبوت منع اور وعید و نفی اجر و ثواب نص صریح ہو تو لائیے ورنہ پھر لب نہ ہلائیے۔ **قال المجیب** اب اگر اون بزرگان دین کے قول کو فی زمانا کوئی شخص باطل اور جھوٹھ کہے الخ۔ **اقول** بحول اللہ تعالی ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ضمیر اون کے ساتھ آپنے کن بزرگان کی طرف اشارہ کیا ہے مانعین قرأۃ فاتحہ خلف امام کی طرف اشارہ کیا یا مجوزین قراءۃ فاتحہ کیطرف اگر مانعین کی طرف اشارہ کیا تو چونکہ قراءۃ فاتحہ خلف امام بدلیل کتاب و سنت و آثار صحابہ کرام و اقوال ائمہ مجتہدین و من بعدھم رضی اللہ عنھم ثابت

کے علامہ مشتہر نے ہر مسئلے کے ثبوت کے لئے مسائل مندرجہ اشتہار کے
ایسی آیت اور حدیث صحیح طلب فرمائی ہے کہ جب پیش کیجاے تو نص صریح
قطعی الدلالت ہو۔ پس آپ کو لازم تھا کہ ایسی آیۃ اور حدیث تحریر فرماتے
کہ در باب ترک وجوب قراءۃ فاتحہ خلف امام نص صریح قطعی الدلالت
ہوتی نہ یہ کہ علماء حنفیہ کے عمل اور اونکی تالیفات میں جو مزخرفات ہیں
پیش کریں۔ ثانیاً یہ کہ اس کلام خرافت التیام سے یہ بات لازم آتی ہے
کہ امام ابو حنیفہ رح اپنے مقلدین کے عمل اور تحریر سے مسائل شرعیہ استنباط کیا
کرتے تھے نہ کتاب وسنت سے اسلئے کہ آپ علماء حنفیہ کے عمل اور تحریر کو امام کے
مسائل کے ثبوت کے لئے پیش کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ ترجیح مرجوح کی
ہے راجح پر وہ ہو کما ترى۔ ثالثاً یہ کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جنہوں نے
اس قول کو اپنی تصنیفات میں نقل کر کے سکوت کیا اور اوسپر حکم غلطی کا
نہ دیا اسی قسم کے علماء پر مولوی عبد الحی صاحب حنفی لکھنوی اس زمانہ
میں سخت تعجب کرتے ہیں حیث قال[1] وانی واللہ لفی تعجب شدید من

---

[1] بالذات مولف امام الکلام کے کلام کو میں نے اپنی تحریر میں بغرض تقویت وتائید نہیں نقل کیا
بلکہ اس نظر سے نقل کیا کہ مجیب اشتہار اونکو اور اونکے والد یعنی مولوی عبد الحلیم صاحب کو
اپنا پیشوا ومقتدا سمجھتا ہے اسوجہ سے کہ یہ لوگ اکثر حواشی کتب فقہیہ میں عدم
جواز قراءۃ فاتحہ خلف امام کے جانب مائل ہوگئے ہیں ومعہذا اس نقل کو بنا بر اعتماد منقول
عنہ تصور کرنا چاہیے ۱۲ منہ — [2] مولوی عبد الحی صاحب دوسرون پر تو تعجب کرتے
ہیں اور خود ہی اس فعل کے مرتکب ہوتے ہیں جسکو تمسک ہو وہ حواشی ہدایہ میں مسئلہ قراءۃ

طلب کرتا ہے نہ صلوۃ سریہ میں اور نہ صلوۃ جہریہ کے اندر سکتات امام
میں جسمیں قراءۃ فاتحہ کیجاوے ورنہ لازم آوے تکلیف مالایطاق اور یہ محال
ہے چنانچہ اسیوجہ سے اللہ جلشانہ نے اس قسم کی تکلیف کو اپنے بندوں
سے دور کردی ہے قال تعالی لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا فہذا تعلیم
صلوۃ جہریہ کے اندر سکتات امام میں اور سریہ میں آیۃ کریمہ سے منع قراءۃ
فاتحہ خلف امام نہ ثابت ہوا اور جبکہ منع قراءۃ فاتحہ خلف امام جو کہ مقتدیوں
کے باستدلال آیۃ کریمہ نہ ثابت ہوا تو بدلیل آیۃ کریمہ اذکر ربک فی
نفسک وحدیث عبادہ لاتفعلوا الا بام القرآن ودیگر احادیث صحیحہ صریحہ
غیر منسوخہ غیر معتبر وکہ تخصیص نماز جہریہ میں بقاعدہ اصول کے کیجاوے
تو اب وجوب قراءۃ فاتحہ خلف الامام ثابت رہا وذلک ما اردناہ —
قال المجیب اور کہا امام احمد نے الخ — **اقول** بتوفیق اللہ عز اسمہ
وضح علیہ اگرچہ کسی نے اس قول کو تحریر کرکے امام احمد کی طرف نسبت
کردیا ہو مگر یہ لائق سماعت نہیں کیونکہ اس آیۃ کریمہ کے شان نزول میں
بہت اختلاف ہے کوئی کہتا ہے دربارہ سکوت عند الخطبہ نازل ہوئی ہے
اور کوئی کہتا ہے دربارہ تحریم کلام فی الصلوۃ نازل ہوئی اور کوئی کہتا ہے
دربارہ ترک جہر بالقراءۃ خلف الامام نازل ہوئی وعلی ہذا القیاس دربارہ
شان نزول آیۃ کریمہ بسا نید اور کتب تفاسیر میں اقوال مختلفہ و آثار
متخالفہ بکثرت موجود ہیں اگر اجماع ہوتا اس قول پر تو یہ اختلاف نہوتا
وسلمنا کہ آیۃ کریمہ دربارہ صلوۃ ہی نازل ہوئی مگر اس سے یہ لازم آتا ہے

تو وہ مانعین متبع غیر سبیل المومنین کے ہوتے اور جبکہ وہ متبع غیر سبیل
المومنین کے ہوتے تو بنظر وقع شر بحکم حدیث من رای منکم منکرا الحدیث
اونکے اقوال واہیہ کی جو کوئی تردید یا تکذیب کرے تو وہ عند اللہ مومن
راست گو ہے نہ حسب فہم شریف آپ کے جھوٹھا۔ اور اگر مجوزین کی طرف
اشارہ کیا ہے آپنے تو البتہ وہ بزرگان دین ہیں جو کوئی اونکے اقوال
مدللہ و تقریرات مبرہنہ کی تردید و تکذیب کرے تو بیشک وہ جھوٹھا ہے
کما لا یخفی **قال المجیب** بہرکیف آدم باصل مدعا خود یعنی علماء حنفیہ
کے نزدیک قراءۃ سورہ فاتحہ بھی و دیگر سورۃ و آیات کا پڑھنا پیچھے امام
کے منع ہے لقولہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
الخ۔ **اقول** بتوفیق اللہ الملہم للصواب والموفق للجواب اس آیت
سے دلیل پکڑنا مطلق عدم قراءۃ پر محض جہالت ہے کیونکہ استمعوا آیۃ کریمہ
میں صیغہ جمع مذکر حاضر امر معلوم باب افتعال سے مشتق استماع سے ہے
اور استماع بمعنی گوش داشتن صلہ بالام قولہ تعالی فاستمعوا لہ ھکذا فی الصراح
اور انصتوا صیغہ جمع مذکر حاضر امر معلوم باب افعال سے مشتق انصات
سے ہے اور انصات بمعنی سکوت مستمع یا نفس سکوت یا سکوت مع الاستماع
کما فی مجمع البحار۔ پس اس صورت میں یہ دونوں مصدر باعتبار مفہوم اپنے
کے خاص ہوتے صرف قراءۃ جہریہ کے ساتھ اور جبکہ یہ دونوں خاص ہوئے
صرف قراءۃ جہریہ کے ساتھ تو آیۃ کریمہ سے یہی امر ثابت ہوا کہ حق سبحانہ تعالی
استماع اور انصات مقتدیوں سے صرف صلوۃ جہریہ کے اندر حالت جہر امام

قال النووی فی شرح صحیح مسلم ان هذه اللفظة مما اختلف الحفاظ فی
صحته فروی البیهقی فی سنن الکبری عن ابی داؤد ان هذه الزیادة
لیست بمحفوظة کذلک رواه عن ابن معین وابی حاتم الرازی والدارقطنی
والحافظ ابی علی النیسابوری شیخ الحاکم واجتماع هؤلاء الحفاظ علی تضعیفها
مقدم علی تصحیح مسلم لاسیما ولم یروها مسندة فی صحیحه انتهی

ترجمہ امام نووی نے شرح مسلم میں فرمایا ہے کہ اس لفظ کی صحت میں
حفاظ حدیث کا اختلاف ہے بیہقی نے اپنی کتاب سنن کبری میں ابوداود سے
روایت کی ہے کہ یہ زیادتی محفوظ نہیں ہے ایسا ہی اسکو روایت کیا ہے
ابن معین اور ابی حاتم رازی اور دارقطنی اور حافظ ابوعلی نیساپوری شیخ
حاکم سے مجتمع ہونا ان حفاظ حدیث کا اس زیادتی کی تضعیف پر مقدم ہے
مسلم کی تصحیح پر خصوصاً جبکہ اسکو بطور اسناد کے اپنی صحیح کتاب میں اسنے
نہیں ذکر کیا۔ ثانیاً یہ کہ اذا قرء فانصتوا محمول ہے سکوت پر عند القراءۃ
صلوۃ جہریہ میں۔ اور حدیث عبادہ کی محمول ہے قراءۃ پر سکتات امام
اور سریہ میں فتدبر۔ **قال المجیب** درمختار میں لکھا ہے کہ مقتدی
قراءۃ امام کی سنے الخ۔ **اقول** وباللہ التوفیق استدلال کرنا صاحب کا
بقول ابوہریرہ اور آپکا بقول صاحب درمختار فاسد کی ہے بناء فاسد پر
بدو وجہ اولاً یہ کہ اس حدیث کو ابوہریرہ سے ایک نے روایت کی ہے اور وہ
مجہول ہے ثانیاً یہ کہ برتقدیر تسلیم اس بات کے کہ ایک معروف ومقبول ہے
یہ روایت محمول ہے ترک قراءۃ ماعدا فاتحہ پر کیونکہ حضرت ابوہریرہ شروع میں

کہ مقتدی کو قراءۃ آہستہ پڑہنا بھی منع ہے بلکہ اسکے آگے کے جملہ یعنی
واذکر ربك فی نفسك سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی آہستہ پڑہین
زور سے نہ پڑہین - اچھا فرض کیا کہ اس آیت سے مخالفت صلوۃ جہریہ
ہین ثابت ہوتی ہے تو بھی حدیث عبادہ بن صامت وغیرہ سے تخصیص
اسکی کیجائیگی **قال المجیب** اور وہ حدیث جو حضرت ابو ہریرہ
سے مروی ہے الخ **اقول** بعونہ وصونہ تعالی استدلال کرنا آپکا
اس حدیث سے مخدوش ہے بدو وجہ اولاً یہ کہ زیادتی کلمہ فانصتوا
کی اس حدیث مین اکثر حفاظ کے نزدیک غیر محفوظ ہے چنانچہ اسیوجہ
امام مسلم نے باوجود صحیح کہنے کے اس حدیث کو اپنی مسند مین نہین درج کیا

ف اور سورہ فاتحہ پڑہنے کی خلف امام تاکید آکید کیجائیگی کیونکہ بدون
اسکے نماز نہین ہوتی لہذا ضرور پڑہنا چاہئے اگرچہ امام جہر سے پڑھے
سکتہ کرے یا نہ کرے چنانچہ اسی معنی کو موید ہے کلام لطافت التیام
نواب والاجاہ کا وہذہ صورتہ - وابوہریرہ چون روایت حدیث فہی خداج
کرد ابو السائب از وے پرسید کہ من احیاناً در پس امام میباشم یعنی پس
چگونہ خوانم ابوہریرہ ذراع او را غمزہ کرد وگفت اقرأ بہا فی نفسک یا فارسی
الحدیث ومکحول میگفت کہ در مغرب وعشا وصبح در ہر رکعت بسر باید خواند
پیشتر گفت در نمازی کہ امام جہر کند تو نزد سکتہ وے بخوان واگر سکتہ
نکند قبل از وے وبعد از وے وہمراہ وے بخوان وترک مکن
آنرا در ہیچ حال رواہ ابوداود انتہی مافی مسک الختام فقط ۱۲

ترجمہ ابو رافع حضرت علی رضہ بن ابو طالب سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علی امر کرتے تھے اور دوست رکھتے تھے کہ پڑہا جاوے خلف الامام ظہر اور عصر مین فاتحہ کتاب اور سورۃ سورۃ اور پچھلی دو رکعتون مین فقط فاتحۃ الکتاب اسکو امام بخاری نے جزء القراءۃ مین روایت کیا ہے۔ اور ایسا ہی حضرت عمر بن خطاب اور ابن مسعود اور عبد اللہ بن مغفل وغیرہم اصحاب رسول اللہ صلعم سے مروی ہے + آپ ایسی حدیث صحیح مرفوع لاتے کہ درباب منع قراءۃ خلف الامام نص صریح ہو بندہ نہین سترہ لیجیے ورنہ کسی کے سامنے منہہ نہ کیجیے۔ **قال المجیب** اور کہا امام محمد نے موطا مین الخ۔ **اقول** باللہ التوفیق استدلال کرنا آپکا ساتھ اس حدیث کے منقوض ہے بچند وجہ اولاً یہ کہ یہ حدیث صحیح نہین بلکہ ضعیف و مرسل ہے ثانیاً یہ کہ درباب منع قراءۃ مقتدی نص صریح نہین بلکہ محتمل ہے ترک قراءۃ فاتحہ اور ترک ما تیسر کو اور دیگر روایات وجوب قراءۃ فاتحہ خلف الامام پر نص دال کرتی ہین پس مقدم کرنا اونکا اسپر قطعاً لائق و فائق ہے بدون العکس ثالثاً یہ کہ معارض ہے آیہ کریمہ فاقرؤا ما تیسر من القران و حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بام القران و حدیث لا تفعلوا الا بام القران و دیگر احادیث صحیحہ صریحہ معمول بہا کو فانصف ولا تعسف **قال المجیب** کہا امام محمد نے الخ۔ **اقول** و باللہ التوفیق کیا وجہ کہ بار بار آپ ایک ایسی روایتکا وظیفہ پڑہتے ہین اور دوسری کوئی روایت نہین رقم فرماتے شاید اس خیال سے کہ تکرار کرنے مین اس روایت کے عوام کالانعام یہ سمجھین

قراءۃ فاتحہ خلف امام کے قائل ہیں چنانچہ ابوہریرہ نے جواب میں فارسی کے کہا
اقرء بہا فی نفسک (یعنی تو فاتحہ کو آہستہ پڑھ) آپ آپ ایسی روایت
صحیح لائیے کہ دربارۂ منع قراءۃ فاتحہ خلف امام نص صریح ہو بند رہ نہیں
سند و لیجیے ورنہ تسلیم کیجیے **قال المجیب** غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار
میں لکھا ہے الخ۔ **اقول** بتوفیق اللہ العلیم فی رد جدال الخصیم اولاً میں
آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ شان رسالت بڑھکر ہے یا شان صحابیت اگر
فرمائیے کہ شان صحابیت بڑھکر ہے تو یہ ظاہر البطلان ہے۔ اور اگر یہ فرمایئے
کہ شان رسالت بڑھکر ہے تو حدیث عبادہ کی مرفوع دربارۂ وجوب قراءۃ
فاتحہ خلف امام نص صریح ہے ثانیاً یہ کہ ان حضرات سے کوئی اثر دربارۂ
منع قراءۃ خلف الامام صحیح طور پر ثابت نہیں ہوا۔ اور اسی صحابہ کی طرف نسبت
عدم قراءۃ فاتحہ کی کرنی محض ادعا ہے نہ کسی کتاب حدیث میں یہ آیا ہے
نہ کسی نے آجتک اسناد متصلہ انکی لکھی ہیں۔ و برتقدیر تسلیم صحت محمول
ہے منع قراءۃ ماعدا سورۂ فاتحہ پر کیونکہ دربارۂ قراءۃ فاتحہ خلف الامام
ان حضرات سے خود روایات موجود ہیں بلکہ حضرت علی سے تو ظہر اور عصر کی
رکعتین اولیین میں خلف امام وجوباً قراءۃ فاتحہ مع سورۂ دیگر مروی ہے
عن ابی رافع عن علی بن ابی طالب انہ کان یامر و یحب ان یقرء خلف الامام
فی الظہر والعصر بفاتحۃ الکتاب وسورۃ سورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ
الکتاب رواہ البخاری فی جزء القرءۃ و نحوہ عن عمر بن الخطاب وابن مسعود
وعبد اللہ بن مغفل وغیرہم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہو چکا تو اب یہ مسئلہ اجماعی نہ رہا اجماع سکوتی ہو خواہ اجماع صریحی یا اکثری
اتنا بھی آپ نے کسی اہل علم سے نہ پوچھ لیا کہ اجماع کے لئے کیا شرط ہے فالحق
والحق اقول اجماع کے لئے اجتماع کل کی شرط ہے اور خلاف واحد کا مانع
اجماع ہے مثل اکثر کے والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف
الاکثر یعنی فی حین انعقاد الاجماع لو خالف واحد کان خلافہ معتبرا و
لاینعقد الاجماع کما فی المنار وشرحہ نور الانوار **ترجمہ** اجماع میں
سب کے جمع ہونے کی شرط ہے اور خلاف ایک کا بھی مانع ہے مثل خلاف
اکثر کے یعنی وقت اجماع ہونے کے اگر ایک نے بھی خلاف کیا تو اوسکا خلاف
کرنا معتبر ہوگا اور اجماع منعقد نہیں ہوگا ایسا ہی منار اور اوسکی شرح
نور الانوار میں ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگر منع قراءۃ پر اجماع ہوتا تو یا بین ائمہ
اس مسئلہ میں اتفاق ہوتا نہ نزاع و خلاف اور امام شافعی اس امر کو خوب
سمجھتے ولیس فلیس۔ **قال المجیب** نہایہ میں ہے الخ۔ **اقول** وباللہ
التوفیق استدلال کرنا آپ کا ساتھ اس حدیث کے مردود ہے بسبب
وجہ اولاً یہ کہ کتب محدثین ثقات میں کہیں اس روایت کا پتا ونشان
نہیں پایا جاتا۔ ثانیاً یہ کہ عند الاثبات کوئی طریق اسکے رفع کا نظر نہیں آتا
اور صاحب نہایہ وغیرہ شراح ہدایہ کا ذکر کرنا کچھ معتبر نہیں کیونکہ وہ محدث
نتھے قال علی القاری ثم لا عبرۃ بنقل صاحب النہایۃ ولا بقیۃ شراح
الہدایۃ فانہم لیسوا من المحدثین ولا اسندوا الحدیث الی احد
من المخرجین **ترجمہ** ملا علی قاری نے کہا کہ نہیں اعتبار ہے نقل

کہ در باب منع قراءة فاتحہ خلف امام بہت روایتیں ہیں یا اسوجہ سے کہ کتب حنفیہ میں بھی ایک روایت مکرر مروی ہے۔ بہرکیف کاتب الحروف بضمن اقوال سابقہ جواب باصواب اسکا تحریر کر چکا ہے فتذکر۔ **قال المجیب** شرح مشکوٰة المصابیح میں شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے الخ **اقول** وباللہ التوفیق شیخ عبدالحق کے لیے یہ حدیث دلیل ہو مگر اہل حق کے لیے بوجوہ مذکورہ دلیل نہیں ہے اور بتوضیح تمام وتلویح مالاکلام جواب اسکا گذر چکا فتذکر۔ **قال المجیب** اور یہ بھی لکھا ہے الخ **اقول** بعونہ تعالیٰ۔ اس حدیث پر اجماع صحابہ کے کہ مجیب نے بتایا ہوا ہو تو ہوا ہو مگر مدینہ منورہ میں اصحاب رسول اللہ صلعم کا اجماع اسپر نہیں ہوا کیونکہ اگر اونکا اجماع اسپر ہوتا تو حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کیوں اجماع سے باہر ہوتے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے۔ **قال المجیب** اور قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار میں الخ۔ **اقول** وباللہ التوفیق مولوی عبدالحلیم صاحب کے کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حدیث جابر کی صحیح ہے اگرچہ عند المحققین صحیح نہیں مگر یہ ہرگز نہیں ثابت ہوتا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے منع قراءة فاتحہ خلف امام پر کیونکہ ممکن ہے حمل کرنا اسکا ماسوا قراءة فاتحہ پر یا حمل کرنا اسکا قراءة فی الجہریہ پر یا جہر بالقراءة پر فافہم۔ **قال المجیب** اور کہا سرخسی نے الخ **اقول** وباللہ التوفیق یہ قول منقوض ہے بدو وجہ اولاً یہ کہ ہرگاہ اکثر صحابہ رسول اللہ صلعم سے ثبوت قراءة مقتدی بہ سند صحیح مروی وثابت

بخاری نے جزء القراءۃ میں فرمایا ہے وروی علی بن صالح عن الاصبہانی عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ عن علی رض من قرء خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ و ھذا لا یصح لانہ لا یعرف المختار ولا یدری انہ سمعہ من ابیہ ام لا و ابوہ عن علی و لا یحتج اھل الحدیث بمثلہ ترجمہ علی بن صالح نے اصبہانی سے روایت کیا وہ مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے وہ حضرت علی رض سے جس شخص نے پڑھا امام کے پیچھے اوس نے فطرۃ کے خلاف کیا اور یہ اثر نہیں صحیح ہے کیونکہ مختار مجہول ہے اور نہیں معلوم کہ اوس نے اپنے باپ سے سنا ہے یا نہیں اور باپ اسکی نے علی سے اور اہل حدیث ایسے ایسے اثر سے حجت نہیں پکڑتے ثانیا یہ کہ در بارہ وجوب قراءۃ مقتدی حضرت علی رض سے خود روایت ہے کما مر ثالثا یہ کہ یہ معارض ہے حدیث مرفوع عبادہ کو کہ اوسکو مقدم کرنا روایت مرفوع پر ترجیح مرجوح کی ہے راجح پر وہو ممنوع **قال المجیب** ناقلا عن بعض الکتب اذا ثبت رفع الحدیثین الخ **اقول** و باللہ نستعین اثر اول حضرت عمر رض تک بطریق صحت مرفوع نہیں ہوا علی ہذا القیاس ثانی حضرت علی تک پس جملہ کان کہ رفعہما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل باطل ٹھہرا کما لا یخفی عند البلہ والصبیان **قال المجیب** قال سعد وددت الخ **اقول** بتوفیق اللہ تعالی اولا یہ اثر قابل استدلال نہیں کیونکہ مرسل ہے اور ضعیف امام بخاری نے جزء القراءۃ میں فرمایا ہے وروی داؤد بن قیس عن ابن نجاد رجل من ولد سعد عن سعد وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیہ

صاحب نہایہ کا اور نہ بقیہ شراح ہدایہ کا کیونکہ وہ نہیں ہیں محدثین سے اور نہ اونھوں نے ثابت کیا ہے حدیث کو کسی مخرج حدیث کی طرف ثانیاً یہ کہ یہ روایت برتقدیر صحت محمول ہے ماعدا سورہ فاتحہ پر کوئی روایت مرفوع ایسی لائیے کہ اس باب مین نص صریح ہو ہنپدرہ نہیں سنو لیجائیے ورنہ کچھ تو شرمائیے **قال المجیب** ناقلا عن بعض الکتب قال عمر بن الخطاب الخ **اقول** و باللہ التوفیق استدلال کرنا آپکا ساتھ اس اثر کے ممنوع ہے بچند وجہ اولاً یہ کہ اثر صحیح نہیں ثانیاً یہ کہ معارض ہے حدیث مرفوع لا یقرأن الا بام الکتاب کے۔ ثالثاً یہ کہ حضرت عمر رض خود فتوی دیتے تھے مقتدی کو قراءۃ کرنے کے لئے عن یزید بن شریک قال سالت عمر بن الخطاب اقرء خلف الامام قال نعم قلت وان قرأت یا امیر المومنین قال وان قرأت رواہ البخاری فی جزء القراءۃ **ترجمہ** روایت ہے یزید بن شریک سے کہا مین نے عمر بن الخطاب سے سوال کیا کہ مین امام کے پیچھے پڑھوں فرمایا ہان مین نے کہا اگرچہ آپ پڑھین اے امیر المومنین فرمایا اگرچہ مین پڑھوں اسکو بخاری نے جزء القراءۃ مین روایت کیا رابعاً یہ کہ استدلال بحکم اس اثر کے مستلزم ہے ممانعت ثنا خلف الامام کو بھی مدرک کے حالانکہ یہ روایت بعض فقہا یہ روایت بعض کتب فقہیہ حنفیہ مین موجود ہے فاللازم باطل والملزوم مثلہ **قال المجیب** وقال علی بن ابی طالب رض الخ **اقول** بعون و قوۃ شانہ تعالی استدلال کرنا آپکا ساتھ اس اثر کے منقوض ہے بچند وجہ اولاً یہ کہ یہ اثر صحیح نہیں امام

نفی کرتی ہیں شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ باب الجمعہ میں تصریح
کی ہے کہ قول صحابی کا ہمارے نزدیک حجت ہے جب تک کوئی شئے سنت
سے اوسکو نفی نہ کرے عبارت اوسکی اسطرح پر ہے قول الصحابی حجۃ
ما لم ینفیہ شئ من السنۃ ترجمہ قول صحابی کا ہمارے نزدیک
حجت ہے جب تک کوئی شئے سنت سے اوسکو نفی نہ کرے فقط۔ تو اب
قول صحابی کا حجت کسی صورت سے نہوگا قال المجیب اور کہا ترمذی
نے الخ۔ اقول اس قول سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ اثر جابر ہی کا
ہے نہ کسی دوسرے صحابی کا اور نہ حدیث مرفوع کہ آپکے دعوے
کے لئے دلیل ہو اور حجت بین کما ہو ظاہر۔ قال المجیب اور حاشیہ
ترمذی میں بیچ صفحہ ۵۹ و ۶۰ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے لکھا ہے
اقول بحول اللہ تعالی استدلال کرنا آپکا منع قراءۃ مقتدی پر روایت
جابر عند العلماء لائق سماعت والتفات نہیں ہے وجہ اولاً یہ کہ یہ روایت
موقوف ہے جابر پر نہ مرفوع الی النبی صلعم اور جو کہ طحاوی نے
اس روایت کو طریق یحیی بن سلام کے بھی روایت کیا ہے مگر پھر بھی یہ روایت
مرفوع نہوئی کیونکہ یحیی بن سلام ضعیف ہے تا قد قال الدارقطنی
یحیی بن سلام ضعیف والصواب وقفہ ذکرہ الزیلعی ثانیاً یہ کہ حضرت
جابر خود خلف امام قراءۃ کرتے تھے عن جابر بن عبد اللہ کنا نقرء فی
الظہر والعصر خلف الامام فی رکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب
وسورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب رواہ ابن ماجۃ ترجمہ

جمرة وهذا مرسل وابن نجاد لم يعرف ولا سمي ولا يجوز لاحد ان يقول
في فى القاري خلف الامام جمرة لان الجمرة من عذاب الله وقال النبي صلى
الله عليه وسلم لا تعذبوا بعذاب الله ولا ينبغي لاحد ان يتوهم
ذلك على سعد مع ارساله وضعفه ترجمہ داؤد بن قیس نے ابن نجاد
سے جو ایک آدمی اولاد سعد سے ہیں روایت کیا اور وہ سعد سے روایت
کرتے ہیں کہا سعد نے میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے پڑھے
اوسکے منہ میں چنگاری بھری جاوے اور یہ روایت مرسل ہے ابن
نجاد مجہول اور مجہول الاسم ہے کسیکو نہیں جائز ہے کہ کہے قاری کے
منہ میں چنگاری بھری جاوے کیونکہ چنگاری عذاب اللہ ہے اور آپنے
فرمایا ہے کہ مت عذاب کرو عذاب اللہ سے کسیکو نچاہیے کہ سعد پر ایسا
گمان کرے باوجود اسکے ضعیف اور مرسل ہونے کے فقط — ثانیا یہ کہ
بر تقدیر صحت یہ روایت محمول ہے ماعدا سورہ فاتحہ پر — قال المجیب
وقال علقمة الخ **اقول** بعون اللہ تعالی استدلال کرنا ساتھ اس اثر
کے مردود ہے بسہ وجہ اولا یہ کہ یہ اثر صحیح نہیں ومن یدعی
فعلیہ البیان ثانیا یہ کہ معارض ہے احادیث مرفوعہ کو — ثالثا یہ کہ بر تقدیر
صحت بھی در باب منع قراءة فاتحہ خلف امام نص صریح نہیں فقط
قال المجیب قال جابر من صلی رکعة الخ **اقول** بتوفیق اللہ عز
اسمہ یہ قول صحابی کا ہے اور قول صحابی کا اوسوقت حجت ہوتا ہے کہ جب
سنت اوسکی نفی نہ کرے اور ظاہر ہے کہ احادیث مرفوعہ صحیحہ اسکی

اقول و باللہ التوفیق حاشیہ جامع ترمذی کے مضمون کا بھی جواب باصواب بفضلہ تعالیٰ نمبر قال المجیب ختم ہوا حاشیہ ترمذیکا الخ کما لا خفاء فیہ قال المجیب ختم ہوا حاشیہ ترمذیکا الخ

[Reading order as printed, line by line:]

کما لا خفاء فیہ **قال المجیب** ختم ہوا حاشیہ ترمذیکا الخ **اقول** و باللہ
التوفیق حاشیہ جامع ترمذی کے مضمون کا بھی جواب باصواب بفضلہ
تعالیٰ ترکی بترکی ہوچکا اب انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب چند حدیثیں اور بھی
نقل کرتا ہوں کہ در باب ثبوت قراءۃ فاتحہ خلف الامام نص صریح ہوں فانتظر
قال المجیب اب اگر مشتہر صاحبکا جی چاہے الخ - **اقول** بتوفیق اللہ الکفیل
وھو حسبی و نعم الوکیل آپ کے اس جواب ناصواب کو جناب مشتہر صاحب
ملاحظہ فرمائیں یا نہیں مگر چونکہ وہ ہمارے منجملہ اخوان دینی و احباب یقینی
کے ہیں ازینجہت بنظر انصاف بلا تعصب و اعتساف جواب نہ اسکے جملہ جملہ
اور فقرہ فقرہ کو دیکھا تو من کل الوجوہ خلاف کتاب و سنت و آثار صحابہ
کرام و اقوال علماء امت خیر الانام پایا لہذا اوسکو تسلیم نہ کیا اور اسکے
ہر ہر فقرہ کا جواب باصواب مکرر تحریر کرکے آپکی خدمت شریف میں بھیجا گیا
اب ایفاء وعدہ کی امید نہ رکھئے کیونکہ ایفاء وعدہ بر تقدیر تسلیم تھا اور اسکو
جبکہ تسلیم نہ کیا تو ایفاء وعدہ چہ معنی دارد - اور ثبوت قراءۃ فاتحہ خلف
الامام اور عدم صحت دلائل رزائل آپکے بدلائل صریحہ غیر منسوخہ و غیر متروکہ جسپر
اکثر صحابہ کرام و تابعین عظام و علماء سلف و خلف حنفیہ و غیر حنفیہ کا اتفاق
ہے ضمن میں تحریر جواب الجواب کے کاتب الحروف ثابت کرچکا ہے فانظروا
بعین الانصاف وایاک والاعتساف **قال المجیب** اور ناظرین پر واضح رہے
الخ **اقول** بعون اللہ تعالیٰ جواب باصواب تو اشتہار کا آپسے نہو سکا
اب آپکو لازم ہے کہ قائم مقام علامہ مشتہر کے مجکو تصور کیجیے اور عاجزانہ

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہا کہ ہم پڑھتے تھے ظہر اور عصر میں پیچھے
امام کے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور سورہ اور پچھلی دو رکعتوں
میں فقط سورہ فاتحہ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ۔ باقی جواب حدیث
من کان لہ امام کا بوجوہ متعددہ علی سبیل التکرار بضمن اقوال سابقہ
کاتب الحروف گذارش کرچکا ملاحظہ کر لیجیے شاید اس سے تسکین ہو تو
کچھ اور سنئے وہ یہ ہے کہ استدلال کرنا آپکا بروایت من کان لہ امام
فقراءۃ الامام قراءۃ لہ منقوض ہے بوجوہ اولاً یہ کہ من کان لہ امام
فقرأۃ الامام قرأۃ لہ ایک جملہ ہے اور قولہ علیہ السلام الا بام القران
مستثنیٰ ہے جملہ سے جیسا کہ بعض احادیث میں جعلت لی الارض مسجدا
وطھورا (یعنی کیگئی ہے میرے لیئے زمین مسجد اور طہور) ایک جملہ
ہے الا المقبرۃ مستثنیٰ ہے جملہ سے اور مستثنیٰ خارج ہوا کرتا ہے
جملہ سے علی ہذا القیاس ۔ ام القران خارج ہے من کان لہ امام فقراءۃ
الامام قرأۃ لہ سے فتامل فانہ ینفعک ثانیاً یہ کہ یہ حدیث منقطع ہے اور
یہ روایت جابر ایک طریق صحیح سے بھی نہیں ثابت ہوتا کہ ان الماموم لا یقرء
الفاتحۃ جسکا اعتبار کیا جاوے ۔ اگر کوئی روایت صحیح اسباب میں ہو تو
لائیے ورنہ کچھ تو شرمائیے ۔ اور جبکہ قول علیہ السلام الا بام القران
جملہ من کان لہ امام فقرأۃ الامام قرأۃ لہ سے مستثنیٰ ہوا تو صلوۃ
جہریہ وسریہ دونوں میں سورہ فاتحہ خلف امام پڑھنا ثابت ہوگیا تو ایک
فقرہ وکذا لا یسمع الی وسوسۃ فی صلوۃ الظہر والعصر محض لغو بیکار ہوگیا

تحریر بھیجکر ... الدمیرے پاس ارسال کیجئے اور اوسکے خلاف مین احادیث صحیحہ
... مین جواب الجواب کے مین تحریر کرچکا اور زیادتی تقویت کے لئے
... اور بھی نقل کرتا ہون باِمعان نظر واستحسان فکر ملاحظہ فرمائیے ـــ

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقرؤن
خلفی قالوا نعم انا نہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن رواہ البخاری فی جزء القرءۃ
عن نافع بن محمود بن ربیعۃ قال صلی بنا رسول اللہ بعض الصلوات التی یجہر
فیہا بالقراءۃ فقال لا یقرءن احد منکم اذا جہرت الا بام القرآن رواہ النسائی وعن علی
خلف الامام فلیقرء بفاتحۃ الکتاب ترجمہ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت
کرتے ہین وہ اپنے دادا سے وہ کہتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کیا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو صحابہ نے کہا ہان ہم جلدی پڑھتے ہین جلدی پڑھنا آپنے فرمایا
تم مت پڑھو مگر سورہ فاتحہ کو اسکو امام بخاری نے جزء القراءۃ مین روایت کیا ہے نافع
بن محمود بن ربیعہ سے روایت کرتے ہین کہ نماز پڑہائی ہم کو آنحضرت صلعم نے نماز جہری پس آپنے فرمایا مت
پڑھے ایک تمھارا جب مین جہر سے پڑھوں مگر سورہ فاتحہ اسکو نسائی نے روایت کیا جو امام کے پیچھے نماز
پڑھے پس چاہئے کہ سورہ فاتحہ پڑھے اسکو طبرانی نے روایت کیا علی ہذا القیاس ایسی
بہت سی احادیث مرفوعہ صحیحہ غیر منسوخہ غیر متروکہ باسانید عدیدہ وطرق کثیرہ مسانید
ودواوین حدیث مین مروی ومسطور ہین چنانچہ بدلیل انہین روایات کے امام ابو حنیفہ رح
نے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کو علی سبیل الاحتیاط مستحسن فرمایا ہے اور بموجب انہین
احادیث کے حضرات حنبلی وغیرہ نے بھی عمل کیا ہے کما عرفت سابقا اب اگر آپکے پاس
ایسی روایات صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ غیر متروکہ در باب منع قراءۃ فاتحہ خلف امام ہون تو لائیے

۴ پندرہ نہین سترہ لیجائیے ورنہ کچھ تو شرمائیے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین تمت بالخیر